قربانی کے بعض اہم مسائل

تحریر: حافظ عمران ایوب لاہوری

قربانی کی روح: شریعت کے وہ چند مسائل جو ہماری توجہ کسی نہ کسی تاریخی واقعہ کی طرف مبذول کرتے ہیں ان میں ایک قربانی بھی ہے۔ ایسے مسائل سے مقصود محض انہیں مقررہ وقت پر کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ان تاریخی واقعات پر گہری نگاہ ڈالتے ہوئے اس جذبہ عبادت اور قربانی کی ناقابل فراموش کنہ وحقیقت کو سمجھ کر اپنانے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ جس کے باعث مسائل ہماری اسلامی روایات میں جزو لاینفک کی حیثیت اختیار کر گئے۔ جیسا کہ حاجیوں کیلئے صفاومردہ کی سعی کرنا محض ایک دوڑ نہیں بلکہ یہ اس تاریخی واقعہ کی غماز ہے جس میں ایک طرف ننھا سا بچہ شدت پیاس کے باعث زمین پر ایڑیاں مارتا نظر آتا ہے اور دوسری طرف حضرت ھاجرہؑ پانی کی تلاش میں صفاومروہ کی پہاڑیوں کے چکر لگاتے نظر آتی ہیں کہ جنہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنی تمام تر محبتیں قربان کر کے مکہ کی بے آب وگیاہ زمین میں تنہا چھوڑ گئے تھے۔ بعینہ قربانی کا مسئلہ بھی ہے یعنی عید قربان کے دن جانور ذبح کرنا، کچھ گوشت تقسیم کر دینا، کچھ کھالینا اور پھر خود کو شریعت کے ہر حکم سے آزاد تصور کرنا اور قربانی کے مقصد یا غرض وغایت پر سنجیدگی سے غور وفکر نہ کرنا، کسی طور پر کافی نہیں ہے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ جانور قربان کرنے کے ساتھ ساتھ ابراہیم علیہ السلام کی مثالی اطاعت وفرمانبرداری اور اثر آفریں عقیدت وارادت کو بھی پیش نظر رکھا جائے کہ جس کی وجہ سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنا کم سن خوبصورت بیٹا بھی قربان کرنے سے دریغ نہ کیا۔

اگر چہ چھری ذبح نہ کر سکی اور پھر حکم الٰہی کے مطابق مینڈھا ذبح کر دیا گیا لیکن وہ اللہ تعالیٰ سے کیسی محبت ہوگی اور اللہ تعالیٰ کیلئے ہر چیز قربان کر دینے کا کیسا جذبہ ہوگا کہ جس کی بدولت وہ اس مشکل ترین عمل سے بھی پیچھے نہ ہٹے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اس محبت واطاعت کا صلہ یوں دیا کہ اس عمل کو تمام مسلمانوں کیلئے مسنون قرار دے کر قیامت تک کیلئے ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو جاری وساری کر دیا۔ لامحالہ ہم سے بھی اسلام صرف جانوروں کی قربانی نہیں چاہتا بلکہ اس جذبہ اطاعت اور خشیت الٰہی کو بھی اجاگر کرنا چاہتا ہے جس کے ذریعے ہم اپنی ہر چیز بوقت ضرورت اللہ تعالیٰ کی خاطر قربان کر دینے کیلئے تیار ہو جائیں اور یقیناً آج اسلام کو جانوروں کی قربانیوں سے

کہیں زیادہ ہماری محبوب ترین اشیاء یعنی مال، اولاد اور جان کی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس عمل کو محض ایک تہوار اور رسم سمجھتے ہوئے تفاخر اور ریاء و نمود کا ذریعہ ہی نہ بنا ڈالیں کہ جس کے باعث ہمیں دنیا میں تو اسلامی شعائر و روایات اپنانے کا اعزاز مل جائے لیکن ہماری عقبیٰ تباہ و برباد ہو کر رہ جائے بلکہ ہمیں چاہیے کہ اس عمل کے پیچھے چھپی اس عظیم قربانی کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے ایمانوں کو اس قابل بنائیں جو ہمیں دنیاوی لہو و لعب اور مصنوعی عیش و نشاط سے نکال کر اپنی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر گوشہ رضائے الٰہی کی خاطر قربان کر دینے کیلئے تیار کر دے۔

قربانی کا معنی و مفہوم اور وجہ تسمیہ: لفظ قربانی ''قربان'' سے مشتق ہے اور مصباح اللغات کی رو سے لغوی طور پر قربان سے مراد ''ہر وہ چیز ہے جس سے اللہ کا تقرب حاصل کیا جائے چاہے ذبیحہ ہو یا کچھ اور'' (ص ٦٦٨)

اصطلاحی اعتبار سے قربانی سے مراد ''اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریوں وغیرہ میں سے کوئی جانور عید الاضحیٰ کے دن یا ایام تشریق میں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کیلئے قربان کرنا ہے۔'' (فقہ السنۃ از سید سابق: ۱۹۵/۳)

قربانی کی مشروعیت: قربانی ابراہیم علیہ السلام اور محمد ﷺ دونوں کی سنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان دونوں انبیاء کی سنت اپنانے اور اتباع کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ (آل عمران: ۳۱)

علاوہ ازیں قربانی کی مشروعیت کے مزید دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فصل لربک وانحر﴾ (الکوثر: ۲) ''اپنے رب کیلئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔''

۲۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا تھا۔'' (بخاری: ۵۵۵۳)

۳۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نماز سے پہلے (جانور) ذبح کر لیا، وہ دوبارہ قربانی کرے۔'' (بخاری: ۵۵۴۹)

۴۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! بے شک ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی (کرنا مشروع) ہے۔'' (ابن ماجہ: ۳۱۲۵)

۵۔ امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ: ''مسلمانوں کا قربانی کی مشروعیت پر اجماع ہے۔'' (المغنی: ۳۶۰/۱۳)

قربانی کا حکم: اگر چہ اس کے حکم میں اختلاف ہے اور بعض علماء نے صاحب استطاعت شخص کیلئے اسے واجب بھی قرار دیا ہے لیکن راجح بات یہ ہے کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے اور یہ موقف محض راقم ہی کا نہیں بلکہ درج ذیل کبار علماء بھی یہی موقف رکھتے ہیں: ابن عمرؓ کا فتویٰ ہے: (ھی سنۃ ومعروف) ''یہ سنت ہے اور یہ امر مشہور ہے'' (بخاری: ۵۵۴۵)

امام ترمذیؒ کا فتویٰ: اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے کہ قربانی واجب نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے اور اسی پر عمل کرنا مستحب ہے اور امام سفیان ثوریؒ اور امام ابن مبارکؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔'' (سنن ترمذی: بعد الحدیث: ۱۵۰۶)

وہ صورتیں جن میں قربانی واجب ہو جاتی ہے:

۱۔ اگر کوئی شخص نذر کے ذریعے اپنے اوپر قربانی واجب کر لے تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ایمان والوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ذکر فرمایا ہے کہ ﴿یوفون بالنذر﴾ (الدھر: ۷) ''وہ نذر پوری کرتے ہیں۔''

اور ایک حدیث میں ہے کہ ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کی نذر مانی، وہ اس کی اطاعت کرے (یعنی اس نذر کو پورا کر لے)'' (بخاری: ۶۶۹۶)

۲۔ کسی جانور کے متعلق اگر یہ نیت کر لی جائے کہ یہ اللہ کیلئے ہے یا یہ صرف قربانی کیلئے ہے تو پھر اسے اللہ کیلئے قربان کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اب وہ وقف ہو چکا ہے اور وقف چیز کا حکم یہ ہے کہ نہ تو اسے فروخت کیا جاسکتا ہے، نہ اسے ہبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اسے وراثت میں تقسیم کیا جاسکتا ہے بلکہ اسے صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہی صرف کیا جائے گا جیسا کہ صحیح مسلم میں ابن عمرؓ کی حدیث سے یہ بات ثابت ہے۔ (مسلم: ۴۲۲۴)

۳۔ اگر کوئی شخص حالت احرام میں شکار کے جانور کو قتل کر بیٹھا تو اس پر فدیہ کے طور پر قربانی لازم ہو جائے گی۔ (المائدۃ: ۹۵) ۴۔ حج تمتع یا حج قران کرنے والوں کیلئے بھی قربانی کرنا واجب ہے۔

جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتا، وہ کیا کرے؟

جیسا کہ گزشتہ سطور میں بیان کیا جا چکا ہے کہ قربانی سنت موکدہ ہے اور تقرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اس لئے جو قربانی کر سکتا ہے اسے ضرور کرنی چاہیے لیکن اگر کوئی اس کی طاقت ہی نہ رکھتا ہو تو یقیناً اسے قربانی نہ کرنے

سے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ تو سنت ہے اور اگر انسان طاقت نہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ بھی ادا نہ کرے یا فرض حج بھی نہ کرے تب بھی اس پر بالاتفاق کوئی گناہ نہیں۔ ہاں ایسا شخص اگر قربانی کا اجر حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ ذوالحجہ کا چاند طلوع ہونے کے بعد اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے، بلکہ عید کے روز تک انہیں موخر کردے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''مجھے یوم الاضحیٰ کو عید کا حکم دیا گیا ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے مقرر فرمایا ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: آپ مجھے بتلائیں کہ اگر میں قربانی کیلئے مونث دودھ دینے والی بکری کے سوا نہ پاؤں تو کیا اس کی قربانی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، لیکن تم اپنے بال اور ناخن تراش لینا اور اپنی مونچھیں کاٹنا اور شرمگاہ کے بال مونڈ دینا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری مکمل قربانی ہو جائے گی۔'' (ابوداؤد: ۲۷۸۹، کتاب الضحایا)

قربانی کی فضیلت: قربانی کی فضیلت میں مندرجہ ذیل روایت پیش کی جاتی ہے:

''دس ذوالحجہ کو خون بہانے سے بڑھ کر ابن آدم اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی بہتر عمل نہیں کرتا۔ یہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، کھروں اور بالوں سمیت آئیں گے اور خون کے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں اس کا ایک مقام ہوتا ہے سو تم یہ قربانی خوش دلی سے دیا کرو۔'' لیکن یہ روایت ثابت نہیں، کما قالہ الالبانی (ضعیف ترمذی: ۱۴۹۳)

تاہم قربانی کی سنت پر عمل کا جو اجر وثواب اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے، وہ بہرحال قربانی کرنے والے کو ضرور ملے گا کیونکہ قربانی عبادت اور نیک عمل ہے اور ہر نیکی کے متعلق قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿من جاء بالحسنة فله عشر امثالها﴾ (الأنعام: ۱۶۰) ''جو شخص نیک کام کرے گا، اسے اس کا دس گنا (اجر) ملے گا۔''

قبولیت قربانی کی شرائط: ۱۔ قربانی خالص اللہ کی رضا کیلئے کی جائے، کیونکہ قربانی عبادت ہے اور کوئی بھی عبادت اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک کہ خالصتاً اللہ کیلئے نہ کی جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ﴿وما امروا الا لیعبدوا اللّٰه مخلصین له الدین﴾ (البینۃ: ۵) ''انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کیلئے دین کو خالص کریں۔'' اور حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (انما الاعمال بالنیات) ''عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' (صحیح بخاری)

علاوہ ازیں قربانی کے متعلق بالخصوص ایک آیت میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ ﴿قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰه رب العالمین﴾۔ (الأنعام: ۱۶۲) ''کہہ دیجیے! بے شک میری نماز میری قربانی، میرا

جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کیلئے ہے۔"

قربانی نہ تو غیر اللہ کیلئے جائز ہے اور نہ ہی ایسی جگہ پر درست ہے جہاں غیر اللہ کی عبادت ہوتی ہو نیز ایسی قربانی بھی حلال نہیں جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے اپنے والد پر لعنت کی، اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے غیر اللہ کیلئے ذبح کیا، اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے کسی بدعتی کو پناہ دی اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے زمین کی علامات تبدیل کر دیں۔" (مسلم:١٤١)

٢۔ پاکیزہ مال سے ہو، حرام مال سے نہ ہو۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے۔" (مسلم:٢٣٤٦)

سود کی آمدن یا حرام مال سے کی ہوئی قربانی قبول نہیں ہوتی۔ (مسلم:٢٣٤٦، کتاب الزکوۃ اور مسلم: ٥٣٥، کتاب الطہارۃ)

٣۔ سنت کے مطابق ہو جیسا کہ اگر کوئی شخص نماز عید سے پہلے قربانی کرلے تو اس کی قربانی قبول نہیں ہوگی۔ اس کا مفصل بیان آئندہ صفحات میں آئے گا۔

٤۔ قربانی ایسے جانوروں کی نہ ہو جن جانوروں کی قربانی قبول نہیں ہوتی۔ اس کا بھی تفصیلی بیان آگے آئے گا۔

قربانی کا جانور کیسا ہو؟

ایسے جانوروں کی قربانی کی جائے جن پر "بهيمة الانعام" کا لفظ بولا جاتا ہے، قرآن میں ہے:

﴿**ولكل امة جعلنا منسكاً ليذ كروا اسم الله على مارزقهم من بهيمة الانعام**﴾۔ "اور ہر امت کیلئے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔" (الحج:٣٤)

"بهيمة" ایسے جانوروں کو کہتے ہیں جو چار ٹانگوں والے ہوں خواہ پانی میں ہی ہوں جیسا کہ صاحب قاموس نے اس کی یہی وضاحت کی ہے۔ (القاموس المحیط: بھم) اور انعام میں چار قسم کے نر اور مادہ جانور شامل

ہیں: اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری۔ علاوہ ازیں مذکورہ مویشیوں میں ہر ایک کا مُسِنّہ (یعنی دوندا) ہونا بھی ضروری ہے، ہاں اگر کوئی مجبوری ہو یا ایسا جانور میسر نہ ہو تو بھیڑ کا کھیرا بھی کفایت کر جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مُسِنّہ ہی ذبح کرو، اِلا یہ کہ تم پر تنگی ہو تو بھیڑ کا کھیرا ذبح کرلو۔" (صحیح مسلم: ۱۱۷)

یاد رہے کہ بھیڑ کے کھیرے کی اجازت کا مفہوم یہ ہر گز نہیں ہے کہ ہر حال میں اس کی قربانی جائز ہے۔ جیسا کہ آج کل بعض مقامات پر قربانی کا جانور بیچنے والے یہی کہہ کر عوام کو جانور فروخت کر رہے ہوتے ہیں کہ کھیرے کی قربانی بھی جائز ہے، حالانکہ اس کی قربانی صرف ایک خاص صورت (یعنی مجبوری و تنگ دستی) میں ہی جائز قرار دی گئی ہے۔ اگر یہ صورت نہ ہو تو مُسِنہ کے علاوہ کوئی جانور بھی کفایت نہیں کرے گا۔

مُسِنہ یعنی (دوندا) ایسے جانور کو کہتے ہیں جس کے دودھ کے دانت گر چکے ہوں۔ امام نوویؒ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں کہ "مُسِنّہ اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ میں سے دوندے کو کہتے ہیں اور یہ واضح ہے کہ بھیڑ کے علاوہ کسی حالت میں کھیرا قربانی کرنا جائز نہیں۔" (شرح نووی: ۹۹/۱۳، نیل الأوطار: ۲۰۲/۵) نیز واضح رہے کہ اونٹوں میں دوندا عمر کے پانچویں سال میں ہوتا ہے اور کھیرا (جذعہ) بھیڑ کا وہ بچہ ہوتا ہے جو ایک سال کا ہو اور دوندا نہ ہو۔ لہٰذا اونٹ، گائے اور بکری میں دوندے سے کم عمر والے جانور کی قربانی جائز نہیں، البتہ دنبے میں (کسی مجبوری کے وقت) دوندے سے کم عمر کے جانور کی قربانی بھی جائز ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا طرزِ عمل: ۱۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ سینگ والے دو چتکبرے مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔" (بخاری: ۵۵۵۴)

۲۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ "رسول ﷺ سینگ والا موٹا تازہ مینڈھا ذبح کرتے جس کی آنکھیں، منہ اور ٹانگیں سیاہ ہوتیں۔" (ابوداؤد: ۲۷۹۶)

۳۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ "نبی ﷺ نے کھڑے کھڑے سات اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کیے اور مدینہ میں دو سینگوں والے چتکبرے مینڈھے ذبح کیے۔" (ابوداؤد: ۲۷۹۳)

کس جانور کی قربانی افضل ہے؟

امام شوکانیؒ کا فتویٰ: "اور افضل قربانی وہ ہے جو زیادہ موٹی تازی ہو۔" ایک اور مقام پر رقمطراز

ہیں کہ ''سب سے افضل قربانی اونٹ کی ہے، پھر گائے کی اور پھر بکری کی۔'' (ایضاً: کتاب الحج)

امام ابن قدامہؒ کا فتویٰ: قربانیوں میں افضل اونٹ ہے، پھر گائے ہے، پھر بکری ہے، پھر اونٹ میں شریک ہونا ہے اور پھر گائے میں شریک ہونا ہے۔'' (المغنی: ۲۶۶/۱۳)

سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ: ''قربانیوں میں افضل اونٹ، پھر گائے، پھر بکری اور پھر اونٹنی یا گائے کی قربانی میں شرکت کرنا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے جمعہ کے متعلق فرمایا: ''جو پہلی گھڑی میں (مسجد میں) گیا گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی، اور جو دوسری گھڑی میں گیا گویا اس نے گائے کی قربانی کی اور جو تیسری گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے سینگ والے مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھی گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے ایک مرغی کی قربانی کی اور جو پانچویں گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے ایک انڈہ قربان کیا۔''

اس حدیث میں محل شاہد اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب میں اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریوں کے درمیان ایک دوسرے پر فضیلت کا وجود ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قربانی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور اونٹ، قیمت، گوشت اور نفع کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہے۔ آئمہ ثلاثہ یعنی امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بھی اسی کے قائل ہیں اور امام مالکؒ نے فرمایا کہ (قربانی میں) افضل بھیڑ کا کھیرا ہے۔ پھر گائے اور پھر اونٹ ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے دو مینڈھے قربان کیے اور آپ ﷺ صرف افضل کام ہی کرتے تھے۔ اس کے جواب میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ یقیناً آپ ﷺ بعض اوقات غیر افضل کام کو بھی امت پر نرمی کرنے کی غرض سے اختیار فرما لیا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ آپ ﷺ کی اقتدا کرتے تھے اور آپ ﷺ یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ ان پر مشقت ڈالیں لیکن آپ ﷺ نے اونٹ کی، گائے اور بھیڑ بکریوں پر فضیلت بیان کر دی ہے جیسا کہ ابھی پیچھے گزرا ہے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ اسلامیہ: ۳۲۰/۲) قربانی کے جانور کو کھلا پلا کر موٹا کرنا مستحب ہے۔ (المغنی: ۳۶۷/۱۳، بخاری: ۵۵۵۳)

خصی جانور کی قربانی: خصی جانور کی قربانی جائز ہے اور اس کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو وہ بڑے بڑے موٹے تازے سینگ والے چتکبرے خصی مینڈھے خرید لاتے۔ (ابن ماجہ: ۳۱۲۲)

۲۔حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن سینگ والے دو چتکبرے خصی مینڈھے ذبح کیے۔'' (ابوداؤد:۲۷۹۵)

امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ ''خصی جانور (قربانی میں) کفایت کر جاتا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے دو خصی مینڈھے ذبح کیے۔'' (المغنی:۱۳/۳۷۱) سید سابقؒ فرماتے ہیں کہ ''خصی جانور کی قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔'' (فقہ السنۃ:۳/۱۹۶)

بھینس کی قربانی: شریعت نے ایسے جانور بطور قربانی ذبح کرنے کا حکم دیا ہے جن پر ''بھیمة الانعام'' کا لفظ بولا جا سکتا ہو اور وہ جانور صرف اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری ہیں جیسا کہ پیچھے بیان کیا جا چکا ہے اس لئے صرف انہی جانوروں کی قربانی کرنی چاہیئے اور بھینس کی قربانی سے اجتناب ہی بہتر ہے۔ بالخصوص اس لئے بھی کہ رسول اللہ ﷺ سے بھی بھینس کی قربانی ثابت نہیں ہے۔ تاہم بعض اہل علم اسے گائے کی نوع میں شمار کر کے قابل قربانی قرار دیتے ہیں۔ واللہ اعلم!

کن جانوروں کی قربانی جائز نہیں؟

ا۔حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''چار جانور قربانی میں جائز نہیں: واضح طور پر آنکھ کا کانا، ایسا بیمار جس کی بیماری واضح ہو، لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو اور ایسا کمزور جس میں چربی نہ ہو۔'' (ابوداؤد:۲۸۰۲)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم آنکھ اور کان اچھی طرح دیکھیں۔'' (ابوداؤد:۲۷۰۴) اس بناء پر بیان کردہ اوصاف والے جانور کی قربانی ناجائز ہوگی۔

حاملہ جانور کی قربانی: حاملہ جانور کی قربانی جائز ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث اس پر شاہد ہے: ''حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پیٹ کے بچے کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر تم چاہو تو اسے کھالو'' اور مسددؒ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اونٹنی، گائے اور بکری ذبح کرتے ہیں تو ہم اس کے پیٹ میں بچہ پاتے ہیں کیا ہم اسے پھینک دیں یا اسے کھالیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو اسے کھالو کیونکہ اس کا ذبح اس کی ماں کا ذبح کرنا ہی ہے۔'' (ابوداؤد:۲۸۲۷)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ حاملہ جانور خواہ اونٹنی ہو، گائے ہو یا بکری ہو اسے قربانی کیلئے ذبح کیا

جا سکتا ہے اور اس کے پیٹ کے بچے کو ذبح کیے بغیر کھانا درست ہے۔ لیکن اگر طبعی کراہت کے پیش نظر اسے پھینک دیا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے صحابہ کو لازمی طور پر پیٹ کا بچہ کھانے کا حکم نہیں دیا بلکہ اسے ان کی طبیعت وچاہت پر ہی معلق رکھا۔ علاوہ ازیں بعض حضرات نے جو اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے ''بچے کو بھی اسی طرح ذبح کرو جیسے اسکی ماں کو ذبح کرتے ہو'' یہ تاویل نہایت بے بنیاد ہے اور مذکورہ حضرت ابو سعیدؓ کی حدیث ہی اس کا رد کرتی ہے۔

قربانی کے جانور پر سوار ہونا: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک شخص کو قربانی کا جانور لے جاتے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا۔ اس شخص نے کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا۔ اس نے کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا افسوس! سوار بھی ہو جاؤ (ویلک آپ ﷺ نے) دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا۔'' (صحیح بخاری: کتاب الحج: باب رکوب البدن: ۱۶۸۹، صحیح مسلم: ۲۳۳)

اس حدیث کی شرح میں مولانا داؤد رازؒ نقل کرتے ہیں کہ ''زمانہ جاہلیت میں عرب لوگ سائبہ وغیرہ جو جانور مذہبی نیاز نذر کے طور پر چھوڑ دیتے ان پر سوار ہونا معیوب جانا کرتے تھے۔ قربانی کے جانوروں کے متعلق بھی جو کعبہ میں لے جائی جائیں ان کا ایسا ہی تصور تھا۔ اسلام نے اس غلط تصور کو ختم اور آنحضرت ﷺ نے بالاصرار حکم دیا کہ اس پر سواری کرو تا کہ راستہ کی تھکن سے بچ سکو۔ قربانی کے جانور ہونے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اسے معطل کر کے چھوڑ دیا جائے۔ اسلام اسی لئے دین فطرت ہے کہ اس نے قدم قدم پر انسانی ضروریات کو ملحوظ نظر رکھا ہے اور ہر جگہ عین ضروریاتِ انسانی کے تحت احکامات صادر کیے ہیں۔ (شرح بخاری: ۳/۴۲)

کیا قربانی کا جانور فروخت کیا جا سکتا ہے؟

اگر انسان قربانی کی نیت سے کوئی جانور خریدے تو پھر اسے فروخت کرنا درست نہیں کیونکہ اب وہ جانور اللہ تعالیٰ کا ہو چکا ہے۔ اب اسے صرف اللہ کیلئے قربان کرنا ہی ضروری ہے۔ جیسے وقف شدہ مال کو نہ فروخت کرنا جائز ہے، نہ ہبہ کرنا جائز ہے اور نہ ہی وراثت میں تقسیم کرنا جائز ہے۔ بلکہ اسے اللہ ہی کیلئے صرف کرنا ضروری ہے۔ (مسلم: ۴۴۲۴)

ہاں اگر اسے فروخت کرنے سے مقصود اسے تبدیل کرنا ہے تو درست ہے مثلاً اگر کوئی شخص بکری خرید لایا

ہے لیکن پھر وہ اسے فروخت کر کے گائے خریدنا چاہتا ہے تو یہ درست ہے کیونکہ یہ افضل قربانی کی طرف پیشرفت ہے اور اس صورت میں بھی فروخت کرنا جائز ہے کہ اگر جانور خریدنے کے بعد علم ہو کہ یہ بیمار ہے یا اس میں کوئی ایسا نقص ہے جس کی وجہ سے یہ قربانی کرنے کے قابل نہیں تو اسے فروخت کر کے دوسرا جانور خریدا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم

قربانی کرنے والا کن امور سے اجتناب کرے؟

جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ جیسا کہ ام سلمہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رک جائے۔'' (مسلم) جو شخص قربانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو اس کیلئے بال، ناخن کاٹنے کی ممانعت نہیں، تاہم اگر وہ بھی ان دنوں بال اور ناخن نہ کاٹے تو اسے بھی قربانی کا ثواب مل جاتا ہے۔

جس کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے کیا وہ بھی بال اور ناخن نہ کاٹے؟

شیخ ابن جبرین فرماتے ہیں کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ''جب عشرہ ذوالحجہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کوئی شخص قربانی کرنے کا ارادہ کرے تو اپنے بال اور اپنے چمڑے (یعنی جسم) سے کچھ نہ کاٹے'' (اس حدیث میں) آپ ﷺ نے ایسے شخص کا ذکر نہیں کیا جس کی طرف سے کوئی قربانی کر رہا ہو لیکن بعض علماء نے ایسے شخص کا (بال وغیرہ) کاٹنا بھی ناپسند کیا ہے جس کی طرف سے کوئی اور قربانی کر رہا ہو اس کے ساتھ کہ ان میں سے جس نے کسی چیز کو کاٹا نہ تو اس پر کوئی فدیہ ہے، نہ اس کی قربانی باطل ہوگی اور نہ ہی اسے قربانی کرنے سے پیچھے ہٹنا چاہیے۔ وہ ان شاء اللہ اس کی طرف سے قبول ہو جائے گی۔'' (فتاویٰ اسلامیہ: ۳۱۸/۲)

قربانی کا وقت: قربانی کا وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے اور جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کی خواہ وہ کسی بھی علاقے میں ہو اس کی قربانی قبول نہیں ہوگی۔ بلکہ اسے نماز عید کے بعد قربانی کیلئے دوسرا جانور ذبح کرنا پڑے گا۔ جیسا کہ براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص نماز عید سے پہلے قربانی کر لیتا ہے وہ صرف اپنے کھانے کیلئے جانور ذبح کرتا ہے اور جو نماز عید کے بعد قربانی کرے اس کی قربانی پوری ہوتی ہے اور وہ مسلمانوں کی سنت کو پالیتا ہے۔'' (بخاری: ۵۵۵۶ نیز ۵۵۴۹، ۵۵۶۰، ۵۵۶۱، ۵۵۶۲)

قربانی کتنے دنوں تک کی جاسکتی ہے؟

عیدالاضحیٰ اور اس کے بعد تین دن یعنی تیرہ ذوالحجہ کی شام تک قربانی کی جاسکتی ہے کیونکہ عیدالاضحیٰ کے بعد ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ کے دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ (تفسیر احسن البیان: ۸۲، نیل الأوطار: ۴۹۰/۳) اور تمام ایام تشریق کو ذبح کے دن قرار دیا گیا ہے۔ اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے: ''تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔'' (احمد: ۸۲/۴، صحیح ابن حبان: ۳۸۴۲، صحیح الجامع الصغیر: ۴۵۳۷)

__امام شوکانیؒ کا فتویٰ:__ انہوں نے اس ضمن میں پانچ مختلف مذاہب کا ذکر کرنے کے بعد اس مذہب کو ترجیح دی ہے کہ ''سارے ایام تشریق ذبح کے دن ہیں اور وہ دن یہ ہیں: یوم النحر اور اس کے بعد تین دن۔ (نیل الأوطار: ۱۲۵/۵) البتہ بعض فقہاء نے یوم النحر کے بعد مزید صرف دو دنوں تک قربانی کی اجازت دی ہے۔ ان کی دلیل حضرت ابن عمرؓ اور حضرت انسؓ کا یہ اثر ہے ''قربانی یوم الاضحیٰ کے بعد دو دن ہے۔'' (موطا: ۴۸۷/۲، بیہقی: ۲۸۷/۹، شرح مسلم للنووی: ۱۲۸/۷) لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ پہلی حضرت ابن عمرؓ وغیرہ کی روایت محض ان کا اپنا قول ہی ہے۔ اس لئے پہلی حدیث کو ترجیح دی جائے گی نیز جس روایت میں ایک دن کم کا ذکر ہے اس میں زیادتی کی نفی بھی نہیں ہے۔

کس دن کی قربانی افضل ہے؟

اکثر علماء کا یہ موقف ہے کہ پہلے دن کی قربانی افضل ہے کیونکہ نبی ﷺ ہمیشہ اسی پر عمل پیرا رہے۔ آپ ﷺ مدینہ میں دس سال رہے اور قربانی کرتے رہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے سو اونٹ کا ہمیشہ یہی معمول رہا کہ آپ ﷺ پہلے دن قربانی کرتے جیسا کہ اس حدیث سے بھی اس کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ ''حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج (عیدالاضحیٰ کے دن) کی ابتداء ہم نماز (عید) سے کریں گے پھر واپس آ کر قربانی کریں گے۔ جو اس طرح کرے گا وہ ہماری سنت کے مطابق عمل کرے گا۔'' (بخاری: ۵۵۴۵) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ جس دن نماز عید پڑھتے اسی دن قربانی کرتے اور یہ بات دلیل کی محتاج نہیں کہ نماز عید پہلے دن ہی ادا کی جاتی ہے۔

علاوہ ازیں ایک اور حدیث سے بھی پہلے دن کی افضلیت معلوم ہوتی ہے۔ ''حضرت عبداللہ بن قرطؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنوں میں سب سے عظیم دن یوم النحر (یعنی عیدالاضحیٰ کا پہلا دن) ہے۔ پھر یوم الغد (یعنی دوسرا دن) ہے۔'' (ابوداؤد: ۱۷۶۵)

اگر کوئی یہ خیال کرے کہ آخری دنوں میں قربانی کرنے سے غرباء ومساکین کو زیادہ فائدہ ہوسکتا ہے تو بعض علما نے اسے بھی پہلے دن کے برابر ہی قرار دیا ہے۔ (واللہ اعلم)

قربانی کے گوشت اور کھال کے مسائل

قربانی کا گوشت کیسے تقسیم کیا جائے؟

بعض علماء نے کہا ہے کہ قربانی کا گوشت تقسیم کرنے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کیے جائیں۔ ایک حصہ خود کھایا جائے، دوسرا حصہ اپنے اقرباء اور دوست واحباب وغیرہ کو کھلا دیا جائے اور تیسرا حصہ غرباء ومساکین میں تقسیم کر دیا جائے۔ امام احمدؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ ان حضرات کی دلیل ابن عمرؓ سے مروی یہ قول ہے کہ انہوں نے کہا کہ ''قربانیوں کا تیسرا حصہ تمہارے لیے ہے اور تیسرا حصہ تمہارے گھر والوں کیلئے ہے اور تیسرا حصہ مساکین کیلئے ہے۔'' اگرچہ علماء نے اس تقسیم کو افضل کہا ہے لیکن یہ تقسیم ضروری نہیں ہے بلکہ حسب ضرورت حالات کے مطابق بھی گوشت تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ یعنی اگر فقراء ومساکین زیادہ ہوں تو زیادہ گوشت صدقہ کر دینا چاہیے اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ اکثر وبیشتر لوگ خوشحال ہوں تو زیادہ گوشت خود بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور اسی طرح آئندہ ایام کیلئے ذخیرہ بھی کیا جا سکتا ہے کیونکہ قرآن میں مطلقاً قربانی کا گوشت کھانے اور کھلانے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے: ''قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں مقرر کر دی ہیں، ان میں تمہیں نفع ہے پس انہیں کھا کر ان پر اللہ کا نام لو پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں۔ (ذبح ہو جائیں تو) اسے (خود بھی) کھاؤ اور سوال نہ کرنے اور کرنے والوں کو بھی کھلاؤ'' (الحج: ۳۶)

ایک اور آیت میں ہے کہ ''اپنے فائدے حاصل کرنے کیلئے آجائیں اور ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں، ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں۔ پس تم خود بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ''۔ درج بالا آیات سے معلوم ہوا کہ حسب ضرورت قربانی کا گوشت کھایا اور کھلایا جا سکتا ہے، البتہ تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے خاص مصلحت کے تحت ابتدائے اسلام میں منع فرما دیا تھا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ ''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے اوپر نہ کھائے۔'' (مسلم ۵۱۰۰، کتاب الأضاحی) لیکن پھر اس کی اجازت دے دی تھی جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ''حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو قربانی کرے تیسرے دن کے بعد اس کے

گھر میں اس میں سے کوئی چیز باقی نہ ہو۔ پس اگلے سال صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا اس سال بھی ہم اسی طرح کریں جس طرح ہم نے گزشتہ سال کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''کھاؤ اور کھلاؤ اور ذخیرہ کرو۔ بے شک اس سال لوگ مشقت میں تھے تو میں نے ارادہ کیا کہ تم ان کی مدد کردو۔'' (بخاری: ۵۵۶۹، کتاب الأضاحی)

مذکورہ دلائل سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین یا دو حصے بنا کر تقسیم کرنا ضروری نہیں بلکہ حالات کے مطابق کسی بھی طریقے سے گوشت کھایا اور کھلایا جا سکتا ہے اور ذخیرہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

امام ابنِ قدامہؒ کا فتویٰ: ''تین دنوں سے زیادہ قربانیوں کا گوشت ذخیرہ کرنا جائز ہے۔'' (المغنی: ۳۸۱/۱۳)

کیا غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دیا جا سکتا ہے؟

غیر مسلم اگر مستحق ہو تو اسے بھی تالیفِ قلب کے طور پر قربانی کا گوشت دیا جا سکتا ہے۔

امام ابنِ قدامہؒ کا فتویٰ: ''اور یہ جائز ہے کہ کوئی قربانی کے گوشت سے کسی کافر کو کھلائے اور امام حسنؒ، ابو ثورؒ اور اصحاب الرائے بھی اسی کے قائل ہیں۔'' (المغنی: ۳۸۱/۱۳)

سعودی مجلس افتا کا فتویٰ: ''قربانی میں مستحب یہ ہے کہ اس کے گوشت کے تین حصے بنائے جائیں: ایک تہائی قربانی کرنے والے کیلئے، ایک تہائی اس کے دوست احباب کیلئے، اور ایک تہائی مساکین کیلئے، اور اس سے کافر کو دینا بھی جائز ہے۔ اس کے فقر کی وجہ سے، یا اس کی قرابت داری کی وجہ سے، یا اس کی ہمسائیگی کی وجہ سے، یا اس کی تالیفِ قلب کی وجہ سے۔'' (فتاویٰ اسلامیہ: ۳۲۴/۲)

قربانی کی کھالوں کا مصرف: قربانی کی کھالوں کا بھی وہی مصرف ہے جو قربانی کے گوشت کا ہے۔ یعنی جیسے قربانی کا گوشت خود بھی کھایا جا سکتا ہے، دوسروں کو بھی کھلایا جا سکتا ہے اور صدقہ بھی کیا جا سکتا ہے اسی طرح کھال کو خود بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کسی دوسرے کو بھی استعمال کیلئے دی جا سکتی ہے اور صدقہ بھی کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اس کے استعمال کا کوئی الگ طریقہ کتاب وسنت میں موجود نہیں، بلکہ کتب احادیث میں ہے کہ صحابہ کرامؓ قربانی کے جانور کی کھال کا مشکیزہ بنا کر اسے گھر میں استعمال کر لیتے تھے۔ (مسلم: ۵۱۰۳)

کیا قربانی کا گوشت یا کھال فروخت کیا جاسکتی ہے؟

نہ تو قربانی کا گوشت فروخت کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کی کھال فروخت کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ شریعت نے انہیں استعمال کرنے کا جو طریقہ بتلایا ہے فروخت کرنا اس میں شامل نہیں۔

امام ابن قدامہؒ کا فتوی: ''من جملہ قربانی کی کسی چیز کو بھی فروخت کرنا جائز نہیں نہ تو اس کا گوشت اور نہ ہی اس کا چمڑا خواہ قربانی واجب ہو یا نفلی ہو کیونکہ وہ ذبح کے ساتھ متعین ہو چکی ہے۔'' (المغنی: ۱۳/۳۷۲)

کیا قربانی کا گوشت یا کھال قصائی کو بطور اجرت دی جاسکتی ہے؟

ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے جیسا کہ ''حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں ان قربانی کے جانوروں کے جھول اور ان کے چمڑے صدقہ کردوں جن کی قربانی میں نے کردی تھی۔'' (بخاری: ۱۷۰۷، کتاب الحج، باب الجلال للبدن)

اور مسلم میں ہے کہ ''حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ ﷺ کی قربانیوں کی نگرانی کروں اور میں ان قربانیوں کا گوشت اور ان کے چمڑے اور ان کی جلیں صدقہ کردوں اور ان سے (کچھ بھی) قصائی کو نہ دوں۔'' اور حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ''ہم اسے (قصائی کو) اپنے پاس سے (معاوضہ) دیا کرتے تھے۔'' (مسلم: ۳۱۸۰، کتاب الحج)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے جانوروں کی ہر چیز حتیٰ کہ جل تک بھی صدقہ کردی جائے اور قصائی کو ان میں سے اجرت میں کچھ نہ دیا جائے بلکہ اجرت علیحدہ دینی چاہیے۔

دوسروں کی طرف سے قربانی

زندہ افراد کی طرف سے قربانی: اپنے علاوہ دیگر زندہ افراد کی طرف سے قربانی کرنا بالاتفاق جائز ومباح ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔'' (بخاری: ۵۵۴۸) ایک اور حدیث میں ہے کہ ''عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ایوب انصاریؓ سے دریافت کیا کہ رسول ﷺ کے زمانے میں قربانی کیسے ہوتی تھی تو

انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں آدمی اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربانی کرتا تھا، وہ (اسے) کھاتے اور کھلاتے تھے۔'' (ترمذی: ۱۵۰۵، کتاب الأضاحی) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی زندہ افراد یعنی گھر والے یا دوست احباب وغیرہ کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو جائز ہے۔

میت کی طرف سے قربانی: اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ قربانی تو زندہ افراد کی طرف سے کی جائے لیکن اس میں فوت شدگان کو بھی شریک کرلیا جائے، یہ جائز ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے جانور ذبح کرتے وقت فرمایا: ''اللہ کے نام کے ساتھ اے اللہ! محمد ﷺ، آل محمد ﷺ اور امت محمد ﷺ کی طرف سے (اسے) قبول فرما۔'' (مسلم: ۵۰۹۱، کتاب الأضاحی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے جانور قربان کرتے وقت فرمایا: (بسم اللّٰہ و اللّٰہ اکبر عن محمد ﷺ و امة من شهد الله بالتوحيد و شهد لي بالبلاغ)۔ ''اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ سب سے بڑا ہے، (یہ جانور) محمد ﷺ کی طرف سے اور اس کی امت میں سے جس نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی دی اور میرے لیے پیغام پہنچانے کی گواہی دی، کی طرف سے (قبول فرما)۔'' (ارواء الغلیل: ۲۵۱/۴)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے قربانی میں اپنے گھر والوں کے ساتھ ساتھ پوری امت کو بھی شریک کیا اور یقیناً اس وقت آپ ﷺ کی امت کے کئی افراد فوت ہو چکے تھے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اپنی قربانی میں فوت شدگان کو بھی شریک کیا جا سکتا ہے۔

شیخ ابن بازؒ کا فتویٰ: شیخ ابن بازؒ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے: ''قربانی زندہ اور مردہ کی طرف سے مشروع ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ مدینہ میں ایک بکری اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کرتے تھے، حالانکہ ان میں بعض فوت ہو چکے تھے۔ جیسے حضرت خدیجہؓ اور آپ ﷺ کی دو بیٹیاں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ اور اس لئے بھی مشروع ہے کہ یہ صدقہ اور قربت ہے۔ پس یہ بقیہ صدقات کے مشابہ ہوگئی اور یہ زندہ افراد کی طرف سے زیادہ موکد ہے۔ آپ ﷺ کے فعل کی وجہ سے اور آپ ﷺ کے اس قول کی وجہ سے کہ ''جب ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بالوں اور اپنے ناخنوں سے کچھ نہ کاٹے۔'' اسے امام مسلمؒ نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہؓ کی حدیث سے تخریج کیا ہے۔'' (فتاویٰ اسلامیہ: ج ۳۲۱/۲)

شیخ ابن عثیمینؒ کا فتویٰ: ''میت کیلئے قربانی کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ پہلی یہ کہ شرعی قربانی ہو اور وہ یہ ہے کہ جو عید الاضحیٰ میں اللہ کا تقرب حاصل کرنے کیلئے ذبح کی جاتی ہے اور اس کا ثواب میت کیلئے مقرر کر دیا جاتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس سے بھی افضل یہ ہے کہ انسان اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کرے اور اس کے ساتھ زندہ اور فوت شدہ (افراد) کی بھی نیت کر لے تو تبعاً میت بھی اس میں شامل ہو جائے گی۔ کیونکہ نبی ﷺ نے صرف اپنے گھر کے فوت شدگان میں سے کسی کی طرف سے قربانی نہیں کی۔ آپ ﷺ کی تین بیٹیاں، زینب، ام کلثوم اور رقیہ رضی اللہ عنہن فوت ہوئیں لیکن آپ ﷺ نے ان کی طرف سے قربانی نہیں کی اور اسی طرح خدیجہؓ جو آپ کی بیویوں میں سب سے زیادہ محبوب تھیں، آپ نے اس کیلئے بھی قربانی نہیں کی، اور اسی طرح آپ کے چچا حضرت حمزہؓ جو جنگ احد میں شہید کر دیئے گئے۔ آپ نے ان کی طرف سے بھی قربانی نہیں کی۔ ہاں! لیکن آپ ﷺ نے اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں (مجموعی طور پر زندہ یا فوت شدہ) کی طرف سے قربانی کی ہے۔''

۲۔ غیر عید الاضحیٰ میں میت کی طرف سے جانور ذبح کرنا جیسا کہ بعض جاہل لوگ ایسا کرتے ہیں کہ میت کیلئے اس کی وفات کے ساتویں روز جانور ذبح کیا جاتا ہے یا اس کی وفات کے چالیسویں روز، یا اس کی وفات کے تیسرے روز، یہ بدعت ہے اور جائز نہیں کیونکہ یہ ایسے بے فائدہ کام میں مال کا ضیاع ہے جس میں نہ تو دینی فائدہ ہے اور نہ دنیاوی، بلکہ دینی نقصان میں (مال کا ضیاع ہے) اور تمام بدعتیں گمراہی ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (واللہ الموفق) (فتاویٰ منار الاسلام: ۲/۴۱۱)

جہاں تک صرف میت کی طرف سے قربانی کرنے کا تعلق ہے تو بقول شیخ ابن عثیمینؒ اس سے اجتناب ہی بہتر ہے جبکہ دیگر اہل علم مثلاً علامہ ابن تیمیہؒ، امام بغویؒ وغیرہ اس کے جواز کے بھی قائل ہیں۔ (فتاویٰ: ۲۶/۳۰۶ اور شرح السنہ: ۴/۲۵۸)

کیا مقروض شخص قربانی کر سکتا ہے؟

شریعت سے کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ مقروض شخص قربانی نہیں کر سکتا، ہاں اتنا ضرور ہے کہ قرض لینے کے بعد اسے جلد از جلد اتارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر مقروض شخص قربانی کرے گا تو اس کی قربانی قبول نہیں ہوگی۔ بلکہ قربانی عبادت ہے اور نبی ﷺ کی سنت ہے۔

اس لئے مقروض شخص بھی قربانی جیسی عبادت کے ذریعے تقرب الٰہی حاصل کرسکتا ہے تو اسے ضرور ایسا کرنا چاہیئے۔(واللہ اعلم)

جانور کو ذبح کرنے کے مسائل: ۱۔عیدگاہ میں قربانی کی جائے۔کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہی معمول تھا۔جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں، کہ ''رسول اللہ ﷺ (قربانی) ذبح اور نحر عیدگاہ میں کیا کرتے تھے۔'' (بخاری:۵۵۵۲)

۲۔جانور قبلہ رخ لٹانا چاہیئے جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے قربانی کے دن سینگ والے دو چتکبرے،خصی مینڈھے ذبح کیے۔پس آپ ﷺ نے انہیں قبلہ رخ کیا۔ (ابوداؤد:کتاب الضحایا:۲۷۹۵)

۳۔جانور ذبح کرتے وقت اس کے پہلو پر پاؤں رکھنا سنت سے ثابت ہے۔جیسا کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ نے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی،میں نے دیکھا آپ ﷺ اپنے پاؤں ان جانوروں کے پہلوؤں پر رکھے ہوئے ہیں۔'' (بخاری:۵۵۵۸)

۴۔قربانی کیلئے چھری خوب تیز کرنا چاہیے:حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو اور تم میں سے ایک اپنی چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔(ابوداؤد:۲۸۱۴)

۵۔چھری چلانے سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے مختلف دعائیں ثابت ہیں۔

(ا) بروایت حضرت انسؓ:**بسم اللّٰہ و اللّٰہ اکبر** (بخاری:۵۵۶۵)

(ب) بروایت حضرت جابرؓ:**بسم اللّٰہ و اللّٰہ اکبر ھذا عنی وعمن لم یضح من امتی** (ابوداؤد:۲۸۱۰)

(ج) بروایت عائشہؓ:**اللھم تقبل من محمد و آل محمد ومن امة محمد** (مسلم:۱۹۶۷)

(د)**وجھت وجھی للذی فطر السموات والأرض حنیفاً وما أنا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العلمین لا شریک له وبذالک امرت وانا اول المسلمین اللھم منک ولک عن محمد وامته بسم اللّٰہ واللّٰہ اکبر**۔(ابوداؤد:۲۷۹۵)